گوسالہ سامری

از

مولنا عبداللہ العمادی

ای برہمن آن عذار چوں لالہ پرست رخسار نگار چار دہ سالہ پرست
گر چشم خدای بین نداری بارے خورشید پرست شو نہ گوسالہ پرست

(۱)

ایک سامری وہ تھے جن کے آثار تمدن آج کل سندھ کے حفریات سے نمایاں ہو رہے ہیں اصطلاحی معنی میں یہ سامی قوم اگر عرب نہ تھی تو کوئی شک نہیں کہ عربی قومیت کے خاندان سے قریب ترین تعلق رکھتی تھی، حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے کئی ہزار برس قبل سامریوں نے عراق سے نکل کر ہندوستان کا رخ کیا اور سندھ میں ایک ایسے تمدن کی طرح ڈالی جس کے خط و خال کی نموداریوں نے آج ایک عالم کو محو حیرت بنا رکھا ہے۔ بلوچستان اور ملیبار میں اس قوم کی یاد اب بھی تازہ ہے۔ اور اگرچہ اس قدیم تہذیب کا نشان معدوم ہو چکا ہے مگر نام اب بھی موجود ہے۔

لیکن آج کے مضمون سے یہ سامری متعلق نہیں۔

آج کا مضمون اس سامری سے متعلق ہے جس نے ایک گوسالہ بنایا تھا۔ اور بہتیرے یہودیوں سے اس کی پوجا کرائی تھی عجب نہیں یہ بھی اسی قوم کا بقیہ ہو،

اس گوسالہ پر ایک عجیب افسانے کا رنگ چڑھایا گیا ہے اور اس رنگ سازی میں کلام اللہ کو لایا گیا ہے، ایسی رنگینی پیدا کرنے والے دماغوں سے گوسالہ آرائی پر بحث کی ضرورت نہیں۔

ضرورت صرف اس قدر ہے کہ گوسالہ آرائی کی ذہن میں آیات کلام اللہ کے متعلق جو خلط ملط کیا گیا ہے اس کو صاف کر دیا جائے۔

اس باب میں اصل نظر کے نقل اقوال پر ہی میں نے قناعت کی ہے خود میری کوئی رائے نہیں، اور خدا نہ کرے کہ میں کلام اللہ کے مفہوم متعین کرنے میں اپنی رائے کو دخل دوں،۔

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہ رو کے ساتھ
پہچانتا ہوں گو قدم راہبر کو میں ؏

سامری کے گوسالہ کا تذکرہ تو کئی جگہ ہے لیکن گوسالہ میں آواز پیدا ہونے کے سبب کا تذکرہ بیان کیا جاتا ہے کہ سورۂ طٰہٰ میں ہے آیات ذیل ملاحظہ ہو۔

وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝
قَالَ هُمْ أُولَآءِ عَلٰى أَثَرِىْ وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ
رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا
قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝
فَرَجَعَ مُوْسٰى إِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ
أَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ
رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ
الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُّمْ أَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ
غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ۝
قَالُوْا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا
حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

اور جب موسیٰ تورات لینے آگے بڑھ آئے تو ہم نے پوچھا کہ
اے موسیٰ تم جلدی کرکے اپنی قوم سے کیسے آگے آگئے
عرض کیا وہ بھی یہ میرے پیچھے (ہی پیچھے چلے آ رہے
ہیں) اور اے میرے پروردگار میں جلدی کرکے تیری
طرف اس لئے بڑھ آیا ہوں کہ تو (مجھ سے) خوش ہو
فرمایا کہ ہم نے تمہارے پیچھے تمہاری قوم کو (ایک اور)
بلا میں مبتلا کر دیا ہے اور (وہ یہ ہے کہ) ان کو سامری
نے گمراہ کیا۔ پھر موسیٰ غصے اور افسوس کی حالت
میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور آکر لگے
کہنے کہ بھائیو! کیا تم سے تمہارے پروردگار
نے عمدہ (کتاب یعنی تورات کے دینے کا)

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ
فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ
فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۝
فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ
اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ ضَرًّا وَّ
لَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ
هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا
فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ
فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْۤا اَمْرِيْ ۝
قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ
حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ
يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ
ضَلُّوْۤا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۗ اَفَعَصَيْتَ
اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ
بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ
اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا
خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ
بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

وعدہ نہیں کیا تھا تو کیا تم کو (اس وعدے کی) مدت
بڑی لانبی معلوم ہوئی اور اس وجہ سے تم نے اس عہد کے
خلاف کیا جو (خدائے واحد کی پرستش کا) مجھ سے کر چکے تھے
(وہ) لگے کہنے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تمہارے ساتھ
عہد شکنی نہیں کی (ہمکو یہ معاملہ پیش آیا کہ قبطیوں کی) قوم کے
زیوروں کا بوجھ جو (مصر سے چلتے وقت) ہم پر لاد دیا گیا تھا
اب (سامری کے کہنے سے) ہم نے اس کو (آگ میں) لا ڈالا
اور اسی طرح سامری نے بھی (اپنے پاس کا زیور) ڈالا پھر سامری
ہی نے لوگوں کے لئے (اس کا) ایک بچھڑا (بنا کر) نکال کھڑا کیا تھا
(یعنی بچھڑے کا) بت جس کی آواز (بھی بچھڑے کی سی) تھی اس کے
(بعض لوگ لگے کہنے کہ یہی تو تمہارا معبود ہے اور (موسیٰ کا معبود
(بھی یہی تھا) اور وہ بھول کر کوہ طور پر چلا گیا ہے۔ کیا ان لوگوں کو
اتنی بات بھی نہیں سوجھ پڑتی تھی۔ کہ (بچھڑا) ان کی بات کا
نہ تو الٹ کر جواب دیتا ہے اور نہ ان کے کسی نقصان کا مالک
ہے اور نہ کسی نفع کا۔ اور ہارون نے (بچھڑے کی پرستش سے) پہلے
ان سے کہا بھی کہ بھائیو! یہ تو اس (بچھڑے) کے ذریعہ سے تمہاری
آزمائش کی جا رہی ہے۔ ورنہ تمہارا پروردگار تو (خدائے) رحمٰن ہے
تم میرے کہے پر چلو اور میری بات مانو۔ (وہ) لگے کہنے کہ جب تک
موسیٰ لوٹ کر ہمارے پاس (نہ) آئیں ہم (تو) برابر اسی (بچھڑے

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا
وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ قَالَ
فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ
اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ
مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ - وَانْظُرْ
اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ
عَاكِفًا - لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ
فِي الْيَمِّ نَسْفًا - اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا -

(سورۃ ۲۰ - رکوع ۳ و ۴ - آیت ۶۴ - ۷۷)

کی پرستش) پر جمے بیٹھے رہیں گے (موسیٰ نے ہارون کی طرف خطاب کرکے) کہا کہ ہارون! جب تم نے ان کو دیکھا تھا (کہ یہ لوگ) گمراہ ہوگئے تو تم کو کیا وجہ مانع ہوئی کہ تم نے میری (ہدایت کی) پیروی نہ کی۔ کیا تم نے میری عدول حکمی کی (وہ) بولے کہ اے میرے ماں جائے (بھائی) میری ڈاڑھی اور (سر) کے بال، تو پکڑو نہیں میں اس (بات) سے ڈرا کہ (تم) واپس آکر کہیں یہ (نہ) کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا۔ (اب موسیٰ نے سامری سے) پوچھا کہ سامری! تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے وہ چیز دکھائی دی جو اوروں کو نہیں دکھائی دی (جبرئیل کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار چلے جارہے ہیں) تو میں نے جبرئیل فرشتے کی گھوڑی کے نقش قدم (کی مٹی) سے ایک مٹھی بھر لی پھر اس کو ڈھلے ہوئے بچھڑے میں ڈال دیا (اور وہ بھائیں بھائیں کرنے لگا) اور (اس وقت) میرے دل نے مجھکو ایسی ہی صلاح دی، موسیٰ نے کہا چل (دور ہو) اس زندگی میں تو تیری یہ سزا ہے کہ (زندگی بھر کہتا پڑا پھرے کہ دیکھو مجھے کوئی) چھو نہ جانا (ورنہ ہم دونوں کو تپ آجائے گی) اور (اس کے علاوہ) تیرے لئے (عذاب قیامت کا) ایک وعدہ اور بھی ہے جو کسی طرح تجھ پر سے ٹلے گا نہیں اور اپنے اس معبود (یعنی بچھڑے) کی طرف دیکھ جس (کی پرستش) پر تو جا بیٹھا تھا۔ اس کو ہم جلا (کر راکھ کر) دینگے۔ پھر اس راکھ کو دریا میں بکھیر کر بہادیں گے۔ لوگو تمہارا (اصل) معبود بس اللہ ہے جس کے سوا کوئی (اور) معبود نہیں (اور) اس کا علم سب چیزوں پر حاوی ہے۔

حسب معمول ان آیات کا ترجمہ بھی شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم سے ماخوذ ہے

یہودیوں میں اس قصے کے متعلق بہت سی دور از کار روایتیں مشہور تھیں جو مفسرین کی عنایت سے مسلمانوں میں اب تک مشہور چلی آتی ہیں اور ہمارے شمس العلماء نے تو بطور ایک واقعہ مسلّمہ کے آیات کا ترجمہ بھی اسی انداز میں کیا ہے اس ترجمہ کی بناء پر قرآن کریم کو متعدد حملے برداشت کرنا پڑتے ہیں

(الف) جبرئیل کی گھوڑی کے نقش قدم کی مٹی سامری کو کیونکر ملی؟

(ب) کیا آسمانی فرشتے گھوڑوں پر سوار ہو کر زمین کی سیر کیا کرتے ہیں۔؟

(ج) کیا ان گھوڑوں کے نقش قدم کی مٹی کو ڈھلے ہوئے مجسمے کے جوف میں ڈالنے سے اس کا زندہ جانور ہو جانا ممکن ہے؟

(د) سامریین کا فرقہ تو حضرت موسیٰ کے زمانے سے تعلق نہیں رکھتا پھر یہ سامری اس زمانہ میں کہاں سے نکل آیا؟

(ہ) تورات تو کہتی ہے کہ حضرت ہارون نے بچھڑا بنایا تھا پھر اس واضح تصریح کے ساتھ کلام اللہ کا کھلا ہوا اختلاف کیا معنے رکھتا ہے۔؟

ہمارے دوست شیخ عبدالقادر مغربی نے جو طرابلس الشام کے محقق ہیں۔ ان شبہات کی تاویل کی ہے، اگر ان کو چوتھے اور پانچویں شبہہ کے متعلق غور کرنے کا موقع نہیں ملا، پہلے دوسرے اور تیسرے اعتراضات میں جبرئیل کی گھوڑی کا واقعہ اور اس کے نقش قدم کی مٹی کے ذریعہ سے ڈھلے ہوئے بچھڑے میں جان کا آجانا یہ دونوں باتیں ان کی رائے میں قرآن سے مستنبط ہو رہی ہیں لیکن اعتراضات کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ:۔

۱۔ قرآن نے سامری کے قول کو نقل کیا ہے۔ ممکن ہے اسی نے جھوٹ کہا ہو لیکن اس سے قرآن پر حرف نہیں آسکتا۔

۲۔ قرآن یہ نہیں کہتا کہ بچھڑے کا مجسمہ زندہ ہوگیا تھا گو وہ صرف آواز کا تذکرہ کر رہا ہے جو عجیب نہیں کہ کسی کل کے ذریعہ سے سامری نے پیدا کر لی ہو۔

سید احمد خان کی رائے میں "ایک لفظ بھی قرآن مجید کا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اس بچھڑے میں سچ مچ کی اور خدا کے پیدا کئے ہوئے بچھڑے کے مانند آواز تھی۔ بلکہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سامری نے اس بچھڑے کو اس طرح بنایا تھا کہ اس میں سے آواز بھی نکلتی تھی۔ ہزاروں جانور اب بھی کاریگر اس طرح سے بناتے ہیں کہ وہ اڑتے ہیں۔ ہلتے ہیں۔ حرکت کرتے ہیں بولتے ہیں۔ سامری نے بھی اس بچھڑے کو ایسی کاریگری سے بنایا تھا کہ اس میں سے آواز بھی نکلتی تھی[۵]"

یہ مضمون قابل اعتنا ہے لیکن مرحوم نے اس کے ساتھ جبریلؑ کی گھوڑی کے نقش قدم کی مٹی لے کر بچھڑے کے جوف میں ڈالنے کے واقعہ سے تو بڑی سختی سے انکار کیا ہے اگر وہ یہ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ جب پہاڑ کو جا رہے تھے تو سامری نے ان کے نقش قدم کی مٹھی بھر مٹی اٹھالی تھی اور بعد کو وہی مٹی بچھڑے کے جوف میں ڈالی تھی[۱]۔

کلام اللہ کے الفاظ بہت ہی واضح اور صاف صاف ہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہ اس کا ترجمہ جبریل فرشتہ۔ یا فرشتہ کی گھوڑی۔ یا مٹی کر سکتے ہوں ابو مسلم کی رائے میں حضرت موسیٰؑ نے جب سامری کو ملامت کی تو اس نے انھیں مخاطب کر کے کہا کہ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي (مجھے ایسی بات سوجھی جو کسی کو نہ سوجھی تھی اے رسول (موسیٰؑ) میں پہلے تمھاری پیروی کرتا تھا لیکن اب میں نے چھوڑ دی اور میرے جی میں ایسا ہی آیا)، عربی محاورہ میں پیروی کے لئے قبض اثر کا استعمال عام طور پر رائج ہے۔ اور شعراے جاہلیت کے کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے: هٰذا ما عندهم، اما الذى عندى فاسبح الله كثيرا واذكره

کثیر الیطمئن قلبی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب،۔

ابو مسلم اصفہانی لکھتے ہیں: ۔

لیس فی القرآن تصریح بھذا الذی ذکرہ المفسرون[1] فھھنا وجہ اٰخر وھو ان یکون المراد بالرسول موسیٰ علیہ السلام وباثرہ سنتہ ورسمہ الذی امربہ فقد یقول الرجل فلان یقفوا اثر فلان ویقبض اثرہ اذا کان

مفسرین جو بیان کرتے ہیں قرآن میں اس کی کوئی تصریح موجود نہیں ہے؛ یہاں ایک دوسری بات ہے اور وہ یہ ہے کہ لفظ رسول سے حضرت موسیٰ مراد ہیں اور اثر الرسول سے ان کی سنت و طریقہ مراد ہے جس کی پابندی کا انہوں نے حکم دیا تھا جب کوئی کسی کے طریقے کا پابند ہوا کرتا ہے تو کہتے ہیں "فلاں یقفوا اثر فلان ویقبض اثرہ یا فلان یقبض اثر فلان"

۱؎ مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ جب بنی اسرائیل کی تمام جماعت لے کر مصر سے شبا شب نکل آئے تو فرعون نے لشکر لے کر ان کا پیچھا کیا۔ جاتے جاتے بنی اسرائیل جب دریا کے کنارے پہنچے تو حضرت موسیٰ کے معجزہ سے وہ پایاب ہو گیا اور سب لوگ پار اتر گئے۔ فرعون یہ دیکھ کر کچھ ٹھٹک سا گیا لیکن خدا کو تو اس کا غرق کرنا منظور تھا حضرت جبرئیل ایک انسان کے بھیس میں گھوڑی پر سوار آنکلے۔ فرعون کے گھوڑے کے آگے اپنی گھوڑی کر دی اور دریا میں اتر گئے فرعون کا گھوڑا یہ دیکھ کر شوخی کرنے لگا اور فرعون کو لیکر بے ساختہ گھوڑی کے پیچھے دریا میں اُتر گیا۔ مصریوں نے جب اپنے بادشاہ کو دریا میں اترتے دیکھا تو سب لوگ اس کے پیچھے ہولئے اور بیچ دھار میں جاکر سب کے سب ڈوب گئے۔ سامری کی پرورش حضرت جبرئیل نے کی تھی لہذا وہ انھیں خوب پہچانتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل گھوڑی پر سوار جا رہے ہیں تو گھوڑی کے نقش قدم کی ایک مٹھی بھر مٹی اٹھالی اور جب حضرت موسیٰ تورات لینے کے لئے کوہ طور پر گئے تو سونے چاندی کے زیور جو مصر سے باہر نکلنے کے قبل بنی اسرائیل کی عورتیں قبطیوں سے مستعار لیکر بھاگ آئی تھیں سامری نے ان سب کو اکٹھا کیا اور تمام زیور ڈال کر گلا کر ایک بچھڑا بنایا اور اس کے جوف میں وہی مٹی جو حضرت جبرئیل کی گھوڑی کے نقش قدم سے اس نے اٹھائی تھی ڈالدی جس کی وجہ سے بچھڑا زندہ ہو گیا اور بولنے لگا۔ اس طرح کی بہت سی باتیں عرب کے یہودیوں میں مشہور تھیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ افسانے اس طرح سے قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور نہیں؛۔

يمتثل رسمه والتقدير ان موسیٰ
عليه السلام لما اقبل على السامری
باللوم والمسائلة عن الامر الذی
دعاه الى اضلال القوم فی باب
العجل فقال بصرت بما لم يبصروا
به۔ ای عرفت ان الذی انتم عليه
ليس بحق وقد كنت قبضت قبضة
من اثرك ايها الرسول ای شيئا
من سنتك و دينك فنبذتها ای
طرحته فعند ذالك اعلمه موسیٰ
عليه السلام بما له من العذاب
فی الدنيا والاخرة انما اورد
بلفظ الاخبار عن غائب كما
يقول الرجل لرئيسه وهو مواجه
له ما يقول الامير فی كذا او باذا يأمر
الامير واما دعاؤه موسى عليه السلام
رسولا مع جحده وكفره فعلى مثل مذهب
من حكى الله تعالى عنه قوله يايها الذی
نزل عليه الذكر انك لمجنون وان لم

یعنی اس کی روش کی پیروی کرتا ہے" مطلب یہ ہے کہ حضرت
موسیٰ جب سامری کو ملامت کرنے لگے اور پوچھا کہ کیا بات تھی
کہ گوسالہ کے ذریعہ سے لوگوں کو گمراہ کر ڈالا تو اس نے جواب دیا
کہ مجھے وہ سوجھی جو تم میں سے کسی کو نہ سوجھی" یعنی مجھے معلوم ہو گیا
کہ جس طریقہ پر تم ہو وہ درست نہیں ہے" اے پیغمبر پہلے میں نے
تمہارے اثر کو کچھ قبضہ میں کر لیا تھا" یعنی تمہارے طریقہ و
مذہب کا کچھ پابند تھا" بعد کو میں نے اسے چھوڑ دیا" یہ سن کر
حضرت موسیٰ نے اس کو بتایا کہ اس کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے
اور دنیا و آخرت میں اس کو کیا کیا عذاب ہوں گے
سامری نے رسول کہکر حضرت موسیٰ سے اس طرح باتیں کی
تھیں جیسے کسی غائب کا تذکرہ ہو رہا ہو۔ اس کی مثال
ایسی ہی ہے جیسے کسی بڑے آدمی سے کوئی اس کے روبرو
کہے کہ "اس امر میں امیر کا کیا حکم ہے" یا فلاں مسئلہ میں
بادشاہ سلامت کیا فرماتے ہیں" رہی یہ بات کہ سامری
تو منکر تھا پھر اس نے حضرت موسیٰ کو رسول کیوں کہا
تو اس کی مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر
کی نسبت کافروں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "اے وہ شخص
کہ اس پر وحی اتری ہے تو مجنون ہے" حالانکہ ان کافروں
میں کوئی بھی پیغمبر پر وحی اترنے کا۔

يؤمنوا بالانزال ـ له

قائل نہ تھا ـ له

امام رازی نے اس مضمون کو حرف بحرف نقل کیا ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں:-

واعلم ان هٰذا القول الذی ذکره ابو مسلم لیس فیه الا مخالفة المفسرین ولکنه اقرب الی التحقیق لوجوه احدها ان جبرئیل علیه السلام لیس بمشهور باسم الرسول ولم یجر له فیما تقدم ذکر حتی یجعل لام التعریف اشارة الیه فاطلاق لفظ الرسول لارادة جبرئیل علیه السلام کانه تکلیف بعلم الغیب۔
وثانیها انه لابد فیه من الاضمار وهو قبضة من اثر حافر فرس الرسول والاضمار خلاف الاصل۔
وثالثها انه لابد من التعسف فی بیان ان السامری کیف اختص من بین جمیع الناس برؤیة جبرئیل علیه السلام ومعرفته؟ ثم کیف عرف ان لتراب حافر فرسه هٰذا

واضح ہو کہ یہ قول جو ابو مسلم نے بیان کیا ہے اس میں مفسرین کے اقوال کی مخالفت تو ہے لیکن یہ قول تحقیق کے بہت قریب ہے۔ اس کی کئی وجہیں ہیں۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت جبرئیل رسول کے نام سے مشہور نہ تھے اور نہ پہلے کہیں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ الف ولام تعریف ان کے نام (رسول) پر آتا اور اس سے جبرئیل مراد ہوتے۔ رسول کہنا اور جبرئیل مراد لینا یہ تو گویا علم غیب کی تکلیف دینا ہے۔
دوسرے یہ ہے کہ اس صورت میں ضمیر لانے کی ضرورت ہوگی۔ یعنی رسول کے گھوڑے کے سم کا نقش۔ اور ظاہر ہے کہ ضمیر خلاف اصل ہے؛
تیسری مشکل یہ ہے کہ اس توجیہ میں ضرور تکلف کرنا پڑے گا۔ کہ تمام لوگوں میں اکیلے ایک سامری ہی نے مخصوص طور پر کیسے جبرئیل کو دیکھا اور انھیں پہچان بھی لیا۔ پھر اسے کیونکر معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل کی گھوڑی کے سم کی مٹی میں یہ اثر ہے۔ مفسرین یہ جو توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل ہی نے سامری کو پالا تھا۔ تو یہ اور

له تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۶۸ و ۶۹ (طبع خیریہ مصر ۱۳۰۸)

الاثر؟ والذی ذکروه من ان جبرئیل علیه السلام هو الذی رباه فبعید لان السامری ان عرف جبریل حال کمال عقله عرف قطعاً ان موسی علیه السلام نبیٌ صادقٌ فکیف یحاول الاضلال وان کان ما عرفه حال البلوغ فأیّ منفعة لکون جبرئیل علیه السلام مربیاً له حال الطفولیة فی حصول تلك المعرفة۔

بھی دور کی بات ہے اس لئے کہ سامری کو جب پوری عقل آچکی تھی اس زمانے میں اگر جبرئیل کو پہچانتے ہوتا تو یقیناً اس کو یہ بھی معلوم ہوا ہوتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے پیغمبر ہیں۔ اس صورت میں وہ گمراہ کرنے کا کیوں کر قصد کر سکتا تھا اور اگر اس نے بلوغ کے زمانے میں حضرت جبرئیل کو نہیں پہچانا تھا تو اگر جبرئیل لڑکپن میں اس کے مربی رہے بھی تو اس سے کیا فائدہ ہوا۔ اور یہ سابقہ معرفت کس طرح کام آسکتی تھی۔

ورابعها انه لو جاز اطلاع بعض الکفرة علی تراب هذا شأنه فلقائل ان یقول۔ فلعل موسیٰ علیه السلام اطلع علی شئ آخر یشبه ذالك فلاجله اتی بالمعجزات ویرجع حاصله الی سوال من یطعن فی المعجزات ویقول لم لا یجوز ان یقال انهم لاختصاصهم ببعض الادویة التی لها خاصیته

چوتھی وقت یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہے کہ ایسی تاثیر کی مٹی سے کفار واقف ہو سکتے ہیں۔ تو اعتراض کرنے والے کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ عجب نہیں حضرت موسیٰ نے بھی اسی تاثیر کی کوئی اور چیز پائی ہو اور اسی کے اثر سے یہ معجزات صادر ہوئے ہوں نتیجہ یہ ہوگا کہ معجزات میں طعن کرنے کی ایک اور سبیل نکل آئے گی اور معترض کہیگا کہ یہ کہنا کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے کہ پیغمبروں کو بعض ایسی دوائیں مل گئی ہوں جنکی خاصیت سے اس طرح کے معجزات صادر ہو سکتے ہوں۔ غرض کہ یہ وجہ صورت

ان تفید حصول تلك المعجزة اتوا تلك المعجزة" وحینئذٍ ینسد باب المعجزات بالکلیہ	کہ اس افسانہ کو اگر صحیح مانا جائے تو معجزات کا دروازہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔
اما قوله" وكذالك سوّلت لى نفسى" فالمعنى فعلت ما دعتنى اليه نفسى۔ وسوّلت ماخوذ من السوال فالمعنى لم يدعنى الى ما فعلته احد غيرى بل اتبعتُ هواى فيه لہ	سامری کا یہ کہنا کہ وکذالك سولت لى نفسى ایسا ہی میرے جی میں آیا ! اس کا یہ مطلب ہے کہ میرے نفس نے جو تحریک کی اسی پر میں کاربند ہوا۔ لفظ سولت، سوال سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے کسی دوسرے شخص نے مجھے اس جانب تحریک نہیں کی تھی بلکہ اس باب میں محض اپنی خواہش نفسانی کی میں نے پیروی کی لہ

(باقی)

لہ تفسیر جلد ۶ صفحہ ۶۹

حکومتِ الٰہی کا قیام

اسلام کے نام لیواؤ ! خدا کی رحمت تمہاری نصرت کیلئے منتظر ہے، انبیاء و مرسلین کی پاک روحیں تمہاری کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں، فرشتے اپنے نورانی پر دل کھولے پھیلائے ہوئے ہیں، اور دنیا تمہارے قرآنی اخلاق کا نمونہ ڈھونڈ رہی ہے۔

تو کیا

اے اسلام کے نام لیواؤ ! تم ان کی امیدوں کو پورا نہ کروگے اٹھو اور آمادہ ہو جاؤ کہ تم کو زمین پر آسمانی حکومت قائم کرانی ہے اور قرآنی قوانین کے نفاذ سے اس مادیت کے زمانے کو روحانیت کے زمانے میں تبدیل کر دینا ہے !!!

"مصلح"